نمبر ۲۷ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۶ جلد ۱۲

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۱- اپریل ۱۹۰۸ء سیر

کسی معترض کا ایک خط حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی خدمت میں آیا تھا جس میں اُس نے مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا- حضرت مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس ؑ کی خدمت میں بوقت سیر اس کا تذکرہ کیا- حضرت اقدس ؑ نے

فرمایا

کہ ایسے آدمی سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ آیا تم کلمہ گو بھی ہو یا کہ نہیں؟ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اور انبیاء سابقین پر بھی ایمان رکھتے ہو یا کہ نہیں؟ تعجب آتا ہے ایسے لوگوں کی حالت اور عقل پر کہ ہزار ہا قسم کے نشانات دیکھتے ہیں اُن کی تو کچھ پروا نہیں کرتے اور نہ اُن سے کوئی فایدہ اُٹھاتے ہیں- مگر جب ایک ایسے امر کو جو متشابہات میں سے ہوتا ہے بوجہ اپنی کم فہمی اور کم عقلی کے اس کی حقیقت کو نہ سمجھنے کے باعث اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں- حالانکہ اُن سے اگر یہ سوال کیا جاوے کہ اور جو ہزار ہا بیّن نشان موجود ہیں اُن سے تم نے کیا فایدہ اُٹھایا ہے- تو یقیناً اُن سے کوئی جواب بن نہیں آتا-

حالانکہ وہ امر جس کو وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے نشانہ اعتراض بناتے ہیں- عین سنت اللہ کے موافق ایک امر ہوتا ہے- اور کوئی بھی نبی نہیں گذرا جو اس سنت سے باہر رہا ہو- پس اس سنت سے انکار کرنے والے کا ایمان کیسے خطرے میں ہے-

وہ صرف ہماری پیشگوئی پر ہی اعتراض نہیں کرتا بلکہ آنحضرت ؐ کی بھی تکذیب کرتا ہے اور بلکہ اس طرح سے تو دوسرے تمام انبیاء کی بھی تکذیب لازم آتی ہے-

دیکھو آں حضرت ؐ کا صلح حدیبیہ کا معاملہ جس میں بعض بڑے بڑے اکابر صحابہ ؓ کو بھی ٹھوکر لگ گئی تھی- مگر پھر خدا نے اُن کی دستگیری فرما کر اُن کو بچا لیا- حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی اس میں شریک تھے-

پھر آں حضرت ؐ کا اس امر کا اظہار فرمانا کہ ابو جہل مسلمان ہو جاوے گا-

- ملمان کے حضرت عیسےٰ ؑ کے بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کا معاملہ-

حضرت یونس نبی ؑ کی قوم کا معاملہ-

حضرت موسیٰ ؑ کی زندگی میں بھی ایسا معاملہ موجود ہے-

تو پھر ہم حیران ہیں کہ ایسا معترض مسلمان کہلا کر کس کس بات کا انکار کرے گا- یہ تو ایک بیہودہ بات ہے کہ جس بات کی سمجھ نہ آئی اُس کا انکار کر دیا-

دیکھو ہماری اس پیشگوئی کی ایک ٹانگ تو اُسی وقت پیشگوئی کے عین مطابق ٹوٹ گئی- جس کی وجہ سے اُن لوگوں پر خوف طاری ہوا- اور اُنھوں نے صدقہ اور خیرات سے اور اور طرح سے عجز و انکسار- گریہ و بکا سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے بھی مطابق اپنی سنت کے اُن سے سلوک کیا-

دیکھو حضرت یونس نبی کا قوم سے جو عذاب کا وعدہ ہوا تھا اس میں تو کوئی بھی شرط موجود نہ تھی- اور صاف اور صریح الفاظ تھے کہ چالیس ۴۰ دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہو جاوے گا- پس جب ایک غیر مشروط اور قطعی پیشگوئی کا توبہ اور اضطراب اور گریہ و بکا سے ٹل جانا سنت اللہ کے مطابق ہے تو پھر مشروط پیشگوئی پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے جس میں صاف یہ الفاظ موجود ہیں- توبی توبی فان البلاء علے عقبک-

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ قد یوعد ولا یوفی- کہ بعض وعدے خدا تعالےٰ کے ایسے بھی ہوتے ہیں جو وہ پورے نہیں کئے جاتے-

متشابہات خود قرآن شریف میں متشابہات کا

ذکر ہے۔ مومن اور کافر میں ایسے متشابہات سے تمیز ہو جاتی ہے اور چھپے ہوئے مرتد اور منافق لوگوں کے الگ کرنے کا یہ ایک آلہ ہوتے ہیں۔ خدا اگر متشابہات نہ رکھتا تو دُنیا دُنیا ہی نہ رہتی۔

منافق کا قاعدہ ہے کہ اُس کو دریا بہتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اور وہ اس سے فایدہ نہیں اُٹھاتا بلکہ خس و خاشاک کی طرف جھک جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔

اگر ہم منہاج نبوت سے باہر کوئی امر پیش کرتے ہوں اور کوئی نئی بات اپنی طرف سے پیش کرتے تو اعتراض کا موقع بھی تھا۔

قرآن شریف میں آیا ہے کہ **لو کنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر**۔ پس جس شخص نے نہ کبھی صحبت میں رہ کر ہماری باتوں کو سُنا ہو۔ اور نہ خود منہاج نبوت کے ثبوت پر پرکھنے کی عقل ہو وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے۔ دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دئیے ہیں کہ اگر ایک **لاکھ نبی** بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہئے تو کر سکے۔ کیونکہ اُس وقت نہ تو ایسی ضرورتیں تھیں اور نہ ہی ایسے ذرائع و اسباب مہیا تھے۔

دیکھو اگر انبیاء کی بعثت کے ساتھ ہی بڑے بڑے زبردست نشانات اور کھلے کھلے معجزات دکھا دیئے جایا کریں تو پھر **ایمان ایمان ہی** نہیں رہ سکتا۔ بلکہ وہ تو **عرفان** ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس میں انسان کو ثواب اور مدارج کے حصول کی کوئی وجہ ہی نہیں رہتی۔ اگر ابتدا ہی میں کھلی کھلی کامیابیاں اور فتوحات ہو جاتیں تو سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہونے والے بدمعاش اور فاسق فاجر لوگ ہی ہوتے۔ اور صادق اور کاذب۔ مخلص اور منافق میں تمیز کی کوئی راہ باقی رہ نہ جاتی اور نعوذ باللہ اس طرح سے تو امان اُٹھ جاتی۔

صدیق اکبر دیکھو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فراست صحیحہ اور نور ایمان سے پہچان لیا تھا۔ کیا اُنھوں نے کوئی معجزہ مانگا تھا؟۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف آں حضرتؐ کی زندگی کے ابتدائی واقعات ہی سے آپ کے صدق دعوے کو بڑی قوت اور استقلال سے قبول کر لیا۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب عرض کی کہ خدا نے بھی اُن کے صدق اور اخلاص کو کیسا نوازا کہ جو کچھ آنحضرتؐ کے سینہ مبارک میں تھا وہی کچھ اُن کے سینے میں بھر دیا۔ حسا **صب اللّٰہ فی صدری شیئا الا صبّہ**

فی صدر ابی بکر۔

کس قدر جرأت اور طاقت اور جلال کے ساتھ آپؓ نے آں حضرتؐ کی وفات کے موقع پر یہ خطبہ پڑھا کہ **من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللّٰہ فان اللّٰہ حی لا یموت**۔

خلیفہ۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں **حق ڈالا** جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آں حضرت

نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرماوے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت **ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ کو اس کام کیواسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق اُنہی کے دل میں ڈالا۔

حضرت مولانا المکرم سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے الہام میں بھی تو یہی مضمون ہے۔ **الحمد للّٰہ الذی جعلک المسیح ابن مریم** اور آیت استخلاف میں بھی اللہ نے اسناد لیستخلفن اور لیمکنن کی اپنی ہی طرف فرمائی ہے نہ کہ رسولؐ کی طرف۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے **الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ**۔ اور ایک اور الہام میں یوں آیا ہے کہ **مثلک درٌّ لا یضاع**۔ ان الہامات سے ہماری کامیابی کا بین ثبوت ملتا ہے۔

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے ایک اور خط کے متعلق عرض کیا۔

حضرت اقدسؑ

نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو جب کوئی اس قسم کا خط آتا ہے کہ میں اکیلا ہوں۔ تو ہمیں اُس کے ایمان ہی کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ **مومن خود جماعت** ہے۔ مومن اکیلا کبھی نہیں رہتا۔ جس کا مدار ایمان کامل ہوتا ہے خدا خود اُسے اکیلا نہیں رہنے دیتا۔

فرمایا کہ غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں تو فایدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔ فرمایا بعض لوگ جو

یکتم ایمانہ

میں داخل ہیں اور بعض مخفی در مخفی معقول وجوہات کے باعث وہ اپنے ایمان کا اظہار ابھی نہیں کر سکتے اور وہ ایسے نہیں ہیں کہ **لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء** بلکہ اُنھوں نے تمہارے پاس اپنے ایمان اور صدق و خلوص کا اظہار کر دیا ہے تو وہ لوگ معذور ہیں۔ اور بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مکفرین میں داخل نہیں ہیں اُن کو چاہئے کہ وہ اس قسم کا ایک

اشتہار

دے دیں کہ وہ ہمارے مکفرین میں سے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ ہم کو کافر۔ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں اُن سے اپنے آپ کو یوں الگ کر دیں۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیں کہ جو لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں وہ آں حضرتؐ کی حدیث کے مطابق ایک مسلمان کو کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہیں لیکن چپکے چپکے کبھی ہم میں آئے تو ہمارے بن بیٹھے اور اُن میں گئے تو اُن کے ہو گئے یہ ایمانداروں کی روش نہیں ہے۔ ہم کوئی غیب کا علم تو رکھتے نہیں کہ کسی کے دل کی حالت سے ہمیں آگاہی ہو جاوے۔ پس یہ ایک راہ ہے کہ جس سے یہ لوگ اگر ان کے دلوں میں کوئی نفاق کا مرض نہیں ہے تو ہمارے مکفرین میں سے الگ ہو کر الگ ایک جماعت بن سکتے ہیں۔ اور اگر

فی قلوبھم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا

والا معاملہ ہے۔ اور ان کے دلوں میں واقعی نفاق کی آگ ہے تو اس طرح سے ان کی بیماری اور بھی زیادہ ہو جاویگی اور ظاہر ہو جاوے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات جب دُنیا کا غلبہ بھی سلب ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔ لہذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہی نہ رہے یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ۔ درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بن پڑے زمانہ کے فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔ پس اگر بحالت مجبوری کوئی احمدی اکیلا ہی ہو تو اُسے تنہا ہی نماز گذار لینی چاہئے۔ اور کوشش اور دعا کرنی چاہئے کہ خدا اُسے جماعت بنا دے۔

اصل میں مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

دیکھو فرعون بظاہر کیسا سخت کافر انسان تھا مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو یہی ہدایت ہوئی کہ قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ رسول اکرمؐ کے واسطے بھی قرآن شریف میں اسی قسم کا حکم ہے۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔ ۱۰-۴۔ مومنوں اور مسلمانوں کے واسطے نرمی اور شفقت کا حکم ہے۔ رسول اللہؐ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ایسی ہی حالت بیان کی گئی جہاں فرمایا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ س ۲۶ - رکوع ۱۲ - چنانچہ ایک دوسرے مقام پر آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ منافق اور کفار کا سختی سے مقابلہ کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ۱۰-۱۶۔ غرض ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا تعالےٰ نے بھی حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ہے۔ مومنین اور ایمانداروں کے واسطے کیسی نرمی کا حکم ہے۔ اور کفار میں سے بعض میں مادہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان کو سختی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح سے بعض بیماریوں یا زخموں میں ایک حکیم حاذق کو چیر پھاڑ اور عمل جراحی سے کام لینا پڑتا ہے۔

حضرت ابن عربیؒ

لکھتے ہیں کہ فرعون کے لئے کیوں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نرمی کا سلوک کرنے کی ہدایت کی اس میں بھید یہی تھا کہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ آخر اُسے ایمان نصیب ہو جاوے گا۔ چنانچہ اٰمَنْتُ کا لفظ اُسی کے مُنہ سے نکلا۔ بلکہ وہ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ قرآن شریف سے اُن کی نجات بھی ثابت ہے۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ فرعون جہنم میں داخل ہوگا صرف یہی لکھا ہے کہ یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ۔

فرمایا

خدا تعالےٰ کی ہیبت ناک اور غضب کی تجلیات کا سب سے اکمل اور اتم مظہر صاعقہ ہے۔ اس میں دونو باتیں سمندر میں میٹھے اور کڑوے پانی کی طرح خدا کے غضب اور مراحم کی پہلو بہ پہلو چلی جا رہی ہیں ایک طرف صاعقہ خدا کے غضب کا مظہر ہے تو دوسری طرف روشنی اور بارش خدا کے رحم کے مظہر بھی موجود ہیں۔ فرمایا ایک الہام بھی ہے کہ انی انا الصاعقۃ۔ فرمایا کہ بعض اوقات [illegible] البیا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بغیر اس کے کہ بجلی اپنا اثر کرے موت کا باعث ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ہم نے دیکھا کہ ایک موقع پر کچھ گدھے صرف بجلی کے صدمے سے ہی مر گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم

سیالکوٹ

میں ایک مکان پر تھے اور پندرہ یا سولہ آدمی اور بھی ہمارے ساتھ تھے۔ دفعتہً بجلی اس مکان کے دروازے پر پڑی اور دروازے کی شاخ کو دو ٹکڑے کر دیا اور مکان میں دھواں دھار ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بڑی کثرت سے گندھک جلائی گئی ہے۔ پھر چند منٹ کے بعد ہی ایک دوسرے محلے میں ایک مندر تھا۔ اور اسکے پیچ در پیچ راستے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر آپؑ نے کھڑے ہو کر اپنے دست مبارک کی لکڑی سے زمین پر ذیل کی صورت کا ایک نقشہ کھینچا۔

اور فرمایا کہ اس قسم کے پیچ در پیچ راستوں سے ہو کر وہ بجلی اندر مندر میں گئی اور وہاں ایک سادھو بیٹھا تھا اُس پر جا کر پڑی۔ چنانچہ وہ سادھو ایک چوہ کی طرح ہو گیا ہوا تھا۔

فرمایا کہ ہمارا معاملہ تو غور کرنے والوں کے واسطے بالکل صاف اور کھلا ہے عقلمند انسان کے واسطے تو اگر اور کوئی بھی معجزہ نہ (حالانکہ یہاں تو ہزاروں زمینی اور آسمانی نشانات اور تائیدات موجود ہیں) ہو تو بھی اتنی مدت دراز تک ہمارے وجود کا (ایسے زبردست دعاوی اور ایسے خطرناک حالات کے باوجود) ابقا ہی کافی ہے غور کا مقام ہے کہ ابھی تیرھویں صدی میں سے کچھ سال باقی تھے جب سے ہمارا دعوے ہے اور اب چودھویں صدی کے بھی ۲۶ برس گذر چکے ہیں۔ اندرونی بیرونی دشمنوں کی مخالفتیں اور جوشیلی تدابیر کے ساتھ ساتھ خود ہمارے اپنے وجود کی بعض خطرناک بیماریوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی خدا نے ہمیں معجزانہ زندگی عطا کی ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ

آنحضرتؐ

کے واسطے تو ایک آدھ گھڑی کا افترا بھی خطرناک اور رگ جان کے کٹ جانے کا باعث تھا مگر ہمیں خدا نے باوجودیکہ ہم ان کے زعم میں مفتری ہیں برابر تیس ۳۰ برس تک مہلت دی اور پھر بھی نہیں بلکہ ہزارہا قسم کے زمینی آسمانی نشانوں سے ہمارے صدق دعوے کی تائید کی۔ اور سارے معاملے ہمارے ساتھ صادقوں والے کئے۔ ایک بھی ایسی بات نہ کی جو کاذبوں والی ہو پھر باایں خدا جانے ان کی عقلوں پر کیسی جہالت کے پردے پڑ گئے ہیں۔ اور یہ کیوں نہیں سمجھتے۔

تازہ وحی

میاں منظور محمد کے گھر کی نسبت جو سل کی بیماری سے بیمار ہیں اور ہمارے ہی گھر میں رہتے ہیں۔

(۱)

حٰمٓ۔ تلک آیات الکتاب المبین

لفظ حٰمٓ میں بیمار کا نام بطور اختصار ہے۔ اس میں کئی نشان ہیں جو خدا کی کتاب میں مقرر ہیں۔

(۲)

بیمار بہت ہی چیخیں مارتی ہے

(۳)

ماتم کدہ

(۴)

انی احافظ کل من فی الدار

من ھٰذہ المرض الذی ہو ساری

یعنے من ھٰذہ الآفۃ (اور مرض اسکا بیان ہے) ترجمہ۔ میں تمام گھر والوں کو اس بیماری سے بچاؤں گا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ اور پھر بیمار کے لئے بعض دوائیں دکھائی گئیں اور پھر الہام ہوا۔

(۵)

کہ امید سے بڑھکر فائدہ ہوا

پھر الہام ہوا۔

(۶)

دوبارہ زندگی

(۷)

منسوخ شدہ زندگی

(۸) انی بری من ذالک۔ یہ کسی کا مقولہ ہے پھر الہام ہوا۔ (۹) کتب اللہ علی نفسہ الرحمۃ (۱۰) حق علینا نصر المؤمنین۔ اور پھر الہام ہوا (۱۱) امثال الرحمۃ فی اول الذکر واٰخر الذکر۔ یعنے دو شخص کی نسبت جو بیمار تھے دعا کی گئی۔ ان کی نسبت رحمت کا نمونہ ہے۔

اور پھر الہام ہوا (۱۲)

رحمت اور فضل کا کام۔ شکر کا کام

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین ط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ۔ سو اس خط کی عبارت کے چند ٹکڑے بشکل سوال لکھکر ان کے جواب عرض ہیں وما توفیقی الا باللہ ۔

سوال اول ۔ چند روز سے ہندوؤں کے طریقہ سود کو دیکھکر حیران ہیں کہ انھوں نے اس ملک کے مسلمانوں کو بالکل برباد کر دیا اور مسلمان ان سے بخوشی سود پر روپیہ نہیں لیتے بلکہ اضطراری طور پر ۔ یعنے ان کو واسطے ادائے معاملہ یا کسی دیگر ضروریات لازمہ کے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔

جواب ۔ اس مسئلہ کے متعلق ایک مفصل مضمون مولوی محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز میں لکھا ہے اور اس پر سیر کن بحث کی ہے اب کچھ حاجت نہیں تھی کہ اس کے متعلق کچھ لکھا جاتا اور اُس مضمون سے بڑھکر مَیں لکھ ہی کیا سکتا ہوں آپ دوبارہ اُس مضمون پر غور کریں ۔ مگر حسب الحکم مولوی صاحب مختصراً عرض ہے ۔ ہندوؤں نے کسی کو برباد نہیں کیا بلکہ خود مسلمانوں نے اسراف اور فضولیاں اور خلاف ورزی احکام الٰہی کر کر اپنے آپ کو برباد کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربٰو ۔ اللہ تعالیٰ ناقص ۔ باطل ۔ محو ۔ ضایع ۔ ہلاک ۔ کر دیتا ہے سود کو ۔ اس کے معنے صرف یہی نہیں کہ سود لینے والے پر ہی یہ وبال پڑتا ہے بلکہ سود کا جہاں جہاں جتنا جتنا جیسا جیسا تعلق ہوگا اتنا ہی نقصان بطلان ہلاکت وغیرہ واقع ہوتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آکل الربوٰ و موکلہ و کاتبہ و شاہدیہ و قال ہم سواء ۔ سود خور ۔ سود کھلانے والا کاتب شاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور فرمایا سب برابر ہیں کوئی اس لعنت سے مستثنےٰ نہیں ۔ اللہ تعم نے سود پر دو سزائیں رکھی ہیں یمحق اللہ الربوٰ اور فاذنوا بحرب من اللہ ۔ یمحق کے پانچ معنے ہیں جو لکھے گئے ۔ اب آپ غور فرماویں ۔ بینک والے تو ڈے کر مفت روپیہ حاصل کرتے ہیں جو بلا سود ہوتا ہے ۔ اور جو روپیہ لوگ ان کے پاس امانت جمع کراتے ہیں وہ بھی للعہ فی صدی سالانہ پر لیتے ہیں اور جو سود اُن کو حاصل ہوتا ہے وہ عصہ ہے بلحاظ کمی بیشی نرخ ہنڈوی کے حاصل ہوتا ہے بلکہ بعض وقت اس سے بھی زیادہ سود حاصل ہو جاتا ہے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ آئے دن بینکوں کے دوالے نکلتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کے نکلتے ہیں ۔ یہ تو دور کی بات ہے ۔ آپ اپنے قریب ترین شہروں سے پشاور کو ہی دیکھو وہاں کتنے مسلمان سوداگر تھے جن کے پاس بیس پچیس لاکھ روپیہ سے زیادہ روپیہ تھا ۔ وہ سودی روپیہ لیکر بھی تجارت پر لگایا کرتے تھے اور اپنا روپیہ بھی بعض وقت سود پر جمع کرا دیتے ۔ آج وہ خود تو مر گئے مگر اُن کی اولاد کا کیا حال ہے جو آپ کو زیادہ علم ہوگا ۔ مَیں نے ایسے سوداگر بہت دیکھے ہیں جن کا نظارہ ہاں خوفناک نظارہ میری آنکھوں کے سامنے اس وقت بھی پھر رہا ہے ۔ غرض بعض مسلمان خود اپنے ہاتھ سے برباد و ہلاک ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ ان کو اللہ جلشانہ نے اعلان جنگ دیدیا پھر باوجود اعلان جنگ کے بھی یہ باز نہ آئے بلکہ آلٰہی جنگ کو منظور کر لیا ۔ اُس جنگ کا نتیجہ اگر بربادی نہ ہو تو اور کیا ہو ۔ مسلمان معاملہ سرکاری کے لئے ہی روپیہ نہیں لیتے بلکہ یا تو اپنی فضولیوں میں روپیہ خرچ کر کر فصل پر روپیہ لے لیتے ہیں پھر فصل ساہوکار لے جاتا ہے تو روپیہ معاملہ کے لئے لینا پڑتا ہے یا ماتم ۔ شادی ۔ ختنہ ۔ بسم اللہ ۔ ولادت پر خرچ کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ ماتم میں سوائے کفن دفن کے کوئی خرچ وغیرہ رسوم اسلام میں نہیں بلکہ اگر زاید کپڑا نہ ہو تو وہی لباس کفن کے لئے کافی ہے ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی حالت تھی کہ بعض دفعہ کفن کافی نہ ہوتا تو میت کے پاؤں گھانس سے ڈہانک کر کپڑے سے باقی بدن ڈھانک دیتے ۔ ایک دفعہ کسی صحابی نے مسئلہ پوچھا ایک کپڑے میں نماز جائز ہے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں ؟ ایسی حالت میں بھی نہ سود سے قرض لیکر دوسرا کپڑا بناتے نہ زیادہ کفن خرید کرتے ایک دفعہ مولانا المکرم مولوی نورالدین صاحب اپنی مسجد میں حدیث پڑھا رہے تھے اور سود کا باب تھا اتفاقاً بھیرہ کا ایک بڑا نامی سود خور ہندو وہاں سے گذرا وہ بیاج کا لفظ سُنکر مسائل سُننے کے لئے مسجد میں چلا آیا جب تشدد منع سود کا اُس نے بہت سُنا تو متعجب ہو کر کہا ۔ مولوی صاحب اگر کسی کا اچانک ماتم ہو جاوے اور اُس کے پاس کچھ نہ ہو اور بلا سود قرضہ بھی نہ مل سکے تو کیا کرے ۔ مولوی صاحب نے کہا ماتم کا خرچ ہی اسلام نے کوئی نہیں رکھا کفن کے لئے میت کے کپڑے کافی ہیں دفن کے لئے چند دوست ملکر قبر کھود لیں ۔ پھر کہا اگر شادی ہو تو مولوی صاحب نے کہا شادی تو اسلام میں صرف اتنی ہے کہ لڑکی کا والد کہے میں نے لڑکی دی لڑکا یا اُس کا باپ قبول کرے ۔ مہر اگر ہے تو دیدے ورنہ لوہے کی انگشتری بھی مہر ہو سکتی ہے ۔ پھر اسی طرح ولادت ختنہ وغیرہ رسوم کا ذکر کرتے کرتے آخر پھر اُس نے کہا اگر کاشتکار ہو بیل مر جاوے تو جواب دیا کسی ایک بیل والے کے ساتھ شریک ہو جاوے یا مزدوری کرے ۔ پھر حیران ہو کر اُس نے کہا مولوی صاحب آپ اس شہر کے معزز اور رئیس آدمی ہیں اگر آپ کو ضرورت پیش آوے اور آپ کے پاس روپیہ موجود نہ ہو رات کے کھانے کے لئے بھی نہ ہو تو آپ کیا کریں مولوی صاحب نے جواب دیا مَیں جوان اور خوب مضبوط آدمی ہوں کلہاڑی اور رسی لے کر لکڑیوں کا اتنا بوجھ اُٹھا لاؤں جس سے سارے عیال کا گذارہ بخوبی ہو سکے تو اُس نے کہا مولوی صاحب مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دس ہزار روپیہ تک آپ کو ضرورت ہو تو مَیں آپ کو بلا سود دیا کروں گا ۔ غرض اول تو خود رسوم کی پابندی کے لئے روپیہ لیا جاتا ہے دوسرا تقویٰ اللہ نہ کرنے سے یہ مُصیبتیں پیش آتی ہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً متقی کو اللہ جلشانہ ہر ایک مُصیبت سے نکالتا ہے اور مصائب فسق فجور کے سبب آتے ہیں جیسے اللہ تعم نے فرمایا نبلوھم بما کانوا یفسقون ۹ ان کو ہم نے ابتلا میں ڈالا انکی فسق کے سبب ۔ پھر فرمایا ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر ۲۵ ہر ایک مصیبت تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کا کرتب ہے ورنہ اللہ تعم تو اکثر معاف بھی کر دیا کرتا ہے ۔ تیسرا حضرت امام ایک روز فرماتے تھے سود خوروں نے تو سود لے کر لعنت حاصل کی ۔ مگر مسلمانوں نے سود دیکر لعنت خرید کی اس لئے یہ خسر الدنیا والاخرۃ ہوئے ۔

چوتھا ایک روز سود کے ذکر پر یہ بھی حضرت امام نے فرمایا کہ سود کو اللہ تعم نے لحم الخنزیر وغیرہ سے بھی بدتر قرار دیا ہے کہ وہاں وقت ضرورت اجازت موجود ہے اور یہاں ضرورت کی شرط بھی نہیں لگائی ۔

پانچواں لحم الخنزیر وغیرہ میں عند الضرورت لا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم فرمایا یعنے ضرورت چونکہ اس کو سخت ہے اس لئے حفاظت الٰہی و رحم اس کو اجازت دیتا ہے مگر سود کے متعلق ضرورت و بلا ضرورت ہر حال میں اشتہار جنگ و ہلاکت کا وعید ساتھ رکھا ہے ۔

چھٹا قرآن کریم اللہ تعم کی کامل کتاب اور علام الغیوب کی کتاب ہے ۔ جو اس زمانہ کے حالات اور ضرورتوں کا خوب واقف ہے مگر اس نے کوئی ضرورت کے لئے راہ نہیں رکھی بلکہ اس سے بچنے کے لئے بہت تشدد سے روکا ۔

سوال دوم ۔ کیونکہ مسلمانوں میں قرض حسنہ کا قاعدہ جاتا رہا ہے پس انکو کسی مسلمان سے قرضہ نہیں مل سکتا

اور نہ بلا ادائے سود ہنود سے روپیہ مل سکتا ہے اور ضروریات لازمہ اضطراری طور پر ان کو سودی روپیہ لینے پر مجبور کرتے ہیں۔

جواب۔ ضروریات لازمہ و اضطرار کا جواب تو آچکا۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ فی الواقع بعض مسلمانوں کو قرض حسنہ مسلمانوں سے نہیں مل سکتا نہ ہنود سے بلا ادائے سود۔ مگر اس کی وجہ بھی مسلمانوں کے احکام آلٰہی کی خلاف ورزی وعدہ شکنی بدمعاملگی وغیرہ ہی ہے کیا صحابہ کفار سے سودی روپیہ لیا کرتے تھے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ گرو رکھکر سودی قرضہ لیا کرتے تھے۔ نہیں صرف قرضہ کسی یہودی کفار سے ..... مجھے خود اس معاملہ میں بہت تجربہ ہے۔ میرا بہت سا روپیہ مولانا المکرم مولوی صاحب کا بھی بہت سا روپیہ مسلمانوں کی طرف رہ گیا۔ بعض تجارتیں کرتے رہے وثیقہ پر وثیقہ لکھکر دیتے رہے اُسی حال میں مر گئے۔ بعض نے نالش کرنے پر زاید المیعاد کا عذر عدالت میں پیش کیا آپ ہی غور فرماویں جو شخص ایک دفعہ ایسے مسلمان کو قرضہ دیگا پھر وہ دوبارہ بھی دیگا ہر گز نہیں بلکہ دوسرے لوگ اس بدمعاملگی کو سنیں یا دیکھینگے وہ بھی ایسے مسلمانوں کو قرضہ نہیں دینگے۔ ہنود سے بھی بلا سود روپیہ مل سکتا ہے یعنی بارہا ہنود سے تھوڑا روپیہ بھی اور صدہا بھی ایک دفعہ ہزارہا بھی لیا ہے۔ پھر قادیان کے ہندو مجھے جانتے ہیں کہ یہ باہر سے آیا ہوا ہے مگر ان کا بعض وقت میری طرف قرضہ ہو جاتا ہے اور بلا سود ہوتا ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ مجھ سے مانگتے بھی نہیں بلکہ اور بھی یہاں چند بھائی احمدی مہاجر موجود ہیں جو امرتسر سے سود دلاتے ہیں اور جو روپیہ ہندو کا رہ جاوے اُس کا سود نہیں دیتے۔ غرض مسلمانوں پر وہی مثل درست آتی ہے۔ از ماست کہ بر ماست ہنود کا روپیہ سودی دینے میں کوئی قصور نہیں۔

خرچ شادی ماتم ولادت وغیرہ یہ ضروریات لازمہ نہیں بلکہ یہ تو بجائے خود اسراف و تبذیر ہیں جکو اللہ تعالیٰ نے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ۲۵ فرمایا ہے کیونکہ ان کی جڑ کبر ہے جیسے شیطان کو کبر نے ہلاک کیا یہ اخوان الشیاطین بھی اپنے فخر اور بڑائی کے لئے خرچ کر کر ہلاک ہوتے ہیں۔

سوال سوم۔ پس اس صورت میں میری رائے میں سود لینے والے مسلمان قابل مواخذہ نہیں۔

جواب۔ عجب رائے ہے اللہ تعالیٰ تو ان کو سزا دے رہا ہے اور آپ مانتے بھی ہیں کہ وہ سزایاب ہو رہے ہیں آپ کی رائے تو جب قابل پذیرائی تھی کہ ان کی سزا کو اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے سپرد کرتا اور وہ رائے لیتا اگر اہل الرائے رائے دیتے تو سزا ملتی ورنہ وہ بچ جاتا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ معذور نہیں تھے اسی واسطے اُن کو سزا برابر دے رہا ہے وہ سزا نہ کسی کی رائے دینے سے ٹلتی ہے نہ کسی مولوی کے فتوے دینے سے موقوف ہوتی ہے دارو غہ جیل مجسٹریٹوں کا ماتحت ہوتا ہے جب اُس کو کسی کی قید کا حکم ہوتا ہے قید کرتا ہے۔ تشدد یا نرمی کا حکم ہوتا ہے تو اُس پر عمل کرتا ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے اللہ تعالیٰ کے ملایک سزا دینے والے صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حکم بجالاتے ہیں۔ لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بے فرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہوتا ہے کرتے ہیں۔ آپ فرض کریں آپ کی رائے کے ساتھ اور بہت عجیب عجیب رائیں جمع ہو جائیں اور بہت سے مولوی اضطراری حالت سمجھ کر مسلمانوں کو معذور بھی سمجھ لیں مگر کیا اللہ تعالیٰ کے ملایک جو جنود الٰہی ہیں وہ بھی اس کثرت رائے کے سبب اپنا کام چھوڑ دینگی ہرگز نہیں پس اصل تدبیر تو یہی ہے کہ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اکبر (اللہ جلشانہ) سے درخواست کی جاوے تاکہ وہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹاوے اور یہ سوائے توبہ و استغفار و تقوے کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سوال چہارم پس یہ تو یقینی امر ہے کہ اگر وہ ہندوؤں سے برائے ادائے معاملہ روپیہ نہ لیں تو عاملان معاملہ سے ان کو سخت تکلیف پہنچ سکتی ہے۔

جواب۔ یہ تو سچ مگر اس کا علاج آپ نے بھی تو کوئی بیان نہ فرمایا کہ کیونکر وہ اس تکلیف سے بچ سکتے ہیں۔ ان کا علاج صرف یہی ہے کہ نخوت فخر کر جو جڑھ ہیں تمام اسراف فضولیوں کے چھوڑیں اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی روحانی طاقت کے نیچے نہ آجاویں جس کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ پس سوائے اس کے کوئی تدبیر نہیں۔ صحابہ بھی جاہلیت کے زمانہ میں ہر قسم کا سود کا کام لینا دینا کیا کرتے تھے اور عام رواج بھی تھا مگر قوت قدسی حضرت خیر الورے اتقی الاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر سے کیسے متاثر ہوے کہ اگر کفن نہیں پوشاک یا ناقص کفن پر گذارہ کیا۔ اگر ایک ہی کپڑا ہے تو اسی پر گذارہ کر لیا اگر گھر میں دوسرا کپڑا نہیں تو شہر میں آدھا کپڑا ہی دیکر چادر کو بیوی کے ساتھ مشترک کر لیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

سوال پنجم۔ اگر یہ لوگ اندریں صورت قابل مواخذہ نہ ہوں تو ایک گونہ عذر ہو سکتا ہے۔

جواب۔ اچھا ان کو معذور ہیں۔ پھر کیا فایدہ کیا ملائکۃ اللہ معذور بھی مان جائینگے۔ بات تو تب بنے کہ وہ بھی مانیں۔

سوال ششم علاوہ ازیں ہندو لوگ نہ صرف برائے ضروریات خود روپیہ سود پر دیتے ہیں بلکہ کچھ مدت سے ایک گونہ لڑائی سے مسلمانوں کی جایدادلے رہے ہیں۔

جواب۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو مسلمانوں نے ایک عظیم الشان حکم کی بے فرمانی سے خود خرید اہے اللہ تعالیٰ نے جہاں حکم وراثت کا فرمایا وہاں یہ بھی فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین ۔ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی بے فرمانی کرتا اور اُس کی حدود کو توڑتا ہے وہ دنیا میں بھی جلتا بھنتا کباب ہوتا رہے گا اور آخرۃ میں بھی اور اسی طرح دونوں جہان میں ذلیل بھی ہوگا۔ مسلمانوں نے جب اس قدر ظلم کیا کہ عورتوں کی وراثت شرط بندوبست میں بھی موقوف کرادی تو اللہ تعالیٰ نے وہ جایداد غیروں کو دیدی۔ جس کو اللہ تعالیٰ دینا چاہتا تھا ان کے ہاتھ سے انھوں نے چھینی اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے چھین لی۔ البتہ ان تمام مصائب کا علاج سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ امام وقت کو پہچانیں اور اُس کی تعلیمات پر عمل کریں تاکہ ملایکۃ اللہ کو حکم ہو کہ اُن کے حق میں وہ خوبیاں کریں اور جنگ کرنا چھوڑ دیں۔

سوال ہفتم۔ پس کیا کوئی مسلمان مالدار اس بات کا مجاز نہیں ہو سکتا کہ سود خور ہندوؤں سے بطور بدلہ و انتقام سود لیا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم۔

جواب۔ یہ سوال آپ کا بطور خاتمہ و نتیجہ کل شکایات کے ہے۔ اب آپ ہی فرماویں کہ شکایات تو یہ تھیں کہ مسلمانوں کی جایدادیں ہندو لے گئے اگر ایک مسلمان سود لے گا تو کیا وہ جایداد واپس ہو جائیں گی۔ دوم اگر وہ بذریعہ انتقامی سود کے جایداد واپس لے بھی لیگا تو کیا جن کی جایداد چھینی گئی تھی اُن کو واپس دیگا۔ ہرگز نہیں۔ پس نتیجہ اس قدر شکایات کا برباد شدہ مسلمانوں کے حق میں کیا فایدہ مند ہوا۔ تیسرا اور نہایت ضروری قابل غور یہ ہے کہ یہ مسلمان بھی ہر دو وعید الٰہی ہلاکت و جنگ آلٰہی کے نیچے آنے سے کیونکر بچے گا۔ شکایات کی غرض تو یہ تھی کہ آیندہ مسلمان ہلاکت سود سے بچیں مگر اس تدبیر سے ایک اور مسلمان کو بھی ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ جو تھا ہندوؤں سے تو انتقام لے سکے یا نہ لے سکے مگر اللہ تعالیٰ اس سے ضرور انتقام لے گا۔ پانچواں یہ مسلمان مالدار اگر ایسا ہمدرد قوم ہو تو قرض حسنہ ہی کیوں نہیں دیتا جس سے بجائے ہلاکت ثواب بھی حاصل ہو۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

مکرم معظم و علیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایک شخص چند سوال کرتا ہے ان کے جواب الحکم میں شایع کرا دیں۔

سوال اول۔ مولانا جامی مولانا رومی شیخ محی الدین بن عربی سب کے سب ہمہ اوست کے قایل تھے۔ امام الزمان ان کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔

جواب۔ فرعون نے بھی بعینہٖ یہی سوال کیا تھا۔ قال فما بال القرون الاولیٰ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا قال علمها عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسیٰ اب بھی مخالف لوگ اسی قسم کے سوال کرتے ہیں ان کا بھی یہی جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ دوسرا۔ اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہمہ اوست کے قائل تھے یہ تو دعوے ہی بلا دلیل ہیں۔ سوال تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ حضرت امام مذہب ہمہ اوست کو سچ مانتے ہیں۔ جواب سخت ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک خط متعلقہ وحدت وجود مدت سے حضرت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے آپ کے پاس ضرور ہوگا آپ اس کو دکھا دیں۔ تیسرا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مامور تھے اور آپ کے قرب الٰہی کا یہ اندازہ ہے کہ حضور کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور حضور کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ہے اطیعوا اللہ والرسول باوجود اس قرب و عظمت کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یعصینک فی معروف۔ اچھی بات میں اُن کی بے فرمانی نہ کریں۔ اس میں سِرّ کیا ہے بدیہی ہے کہ لوگوں کو سبق دیا گیا کہ جب ایسے عظیم الشان بے نظیر انسان کی اطاعت کی نسبت یہ حکم ہے تو اور کون ہے جس کے اندھا دھند ہر ایک امر میں تقلید کی جاوے۔ لہٰذا اگر ثابت بھی ہو جاوے کہ وہ ہمہ اوست کے قایل تھے۔ تو ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں حدیث صحیح میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟ سو اس کا جواب نفی میں ہے۔ قبل اسکے ایک شخص نے چند سوال بحوالہ آیات و احادیث اسی مسئلہ کے متعلق مجھے لکھے تھے۔ مَیں نے ان کا جواب شایع کر دیا ہے دیکھو الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۷۔

دوسرا سوال۔ حضرت امام نے خواجہ غلام فرید صاحب کی تعریف کی ہے حالانکہ وہ ہمہ اوست کے قایل تھے اور حضرت امام ہمہ اوست کے قایل نہیں۔

جواب۔ جب سایل خود مانتا ہے کہ حضرت امام ہمہ اوست کے قایل نہیں تو پھر یہ سوال ہی عبث ہوا۔ کیا اسی تعریف میں حضرت امام نے کہیں یہ بھی لکھا تھا کہ مشرب ہمہ اوست صحیح ہے۔ کسی میں جو خوبی ہو اس کی تعریف کرنا منع نہیں۔

تیسرا سوال۔ ہزار ہا اولیاء اللہ ہمہ اوست کے قایل گذرے کیا یہ سب طریق مستقیم پر نہ تھے۔

جواب۔ اول تو ہزار ہا کا لفظ مُنہ سے کہنا آسان ہے اگر ثبوت طلب کیا جاوے تو سو کا ثبوت بھی نہ دے سکیں۔ دوسرا پھر یہ وہی فرعون والا سوال اور موسیٰ والا جواب ہے۔ تیسرا اگر ثبوت فرض بھی کر لیا جاوے کیا فایدہ۔ ثبوت تو چاہیئے قرآن مجید اور حدیث صحیح سے۔ سو اس کا جواب نفی میں ہے۔ چوتھا۔ آدمی کہہ سکتا ہے کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں ہمہ اوست کے منکر بھی ہیں اور بڑے بڑے مشہور آئمہ دین بھی منکر ہی ہیں ذرا مجدد الف ثانی صاحب اور اُن کے اتباع کی تعداد پر ہی غور کرو۔

چوتھا سوال۔ سورہ کہف میں صاف لکھا ہے کہ اصحاب کہف ۳۰۹ سال غار میں سوئے رہے۔ پھر اس قدر دراز عرصہ میں نہ کھایا نہ پیا۔ پس اگر مسیح آسمان پر بغیر خورد و نوش زندہ ہوں تو کیا عجب۔

جواب۔ سورہ کہف میں صاف لکھا ہے کہ جو لوگ ۳۰۹ سال کے قایل ہیں وہ غلطی پر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ ہی اُن کے ٹھیرنے کا زمانہ خوب جانتا ہے۔ یہ تو غیب کی بات ہے کسی کو کیا خبر۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سارے غیب آسمانوں اور زمین کے مخصوص ہیں یہ لوگ خود ہی غلط معنے کر کر خود ہی اسپر اعتراض گھڑ لیتے ہیں بنائے فاسد علی الفاسد کے طور پر۔ دوسرا وفات مسیح کا تو قرآن مجید میں بہت سی آیات میں ثبوت موجود ہے پھر احادیث میں پھر صحابہ کا اسپر اتفاق۔ ایسے مسئلہ کے مقابلہ میں ایک ڈھکوسلا کیا قابل پذیرائی ہو سکتا ہے۔ والسلام و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط مولانا المکرم مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بیعت کو جی چاہتا ہے مگر مجھے دو شک ہیں۔ اول حکم کفر تمام مسلمانوں پر۔ دوم صفت سلطنت انگریز اور بادشاہان اسلام کو بُرا کہتے ہیں۔۔۔ حضرت صاحب سے میرے لئے دعا بطور معجزہ کراؤ کہ اللہ تعالیٰ مجھے محتاجی سے بچاوے۔۔۔ اور کوئی صورت معاش وطن میں ہی کر دے۔۔۔۔

رجل تزوج مع امرأۃ و دخل بہا۔ بعد ہٗ زنیٰ مع امہا ہل یحرم علیہ زوجتہ ام لا۔ یعنے مذہب شافعی میں حرام نہیں ہوتا اگر حنفی آدمی اس مسئلہ میں شافعی مذہب پر عمل کرے تو جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب حکم کفر حضرت جی نے کسی مسلمان پہ نہیں دیا بلکہ خود ان لوگوں نے حضرت امام پر فتویٰ کفر کا دیکر اپنے آپ کو کافر بنایا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ ہو تو وہ کفر کہنے والے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مسلم ہے۔ دوسرا سلطنت انگریزی کی تعریف۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں سچی بات کا اقرار کرنے میں کیا ہرج ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے ابر رحمت ہے کیا آپ کو سکھوں کا زمانہ بھول گیا ہے جس میں اذان پہ ہزاروں جانیں۔ تلف کی جانیں۔ مگر اس سلطنت کا حال دیکھو کہ مذہب کو ہرگز کوئی تعلق سلطنت کے ساتھ نہیں جس قدر تردید مذہب عیسائی کی کی جاوے کوئی اعتراض سلطنت کی طرف سے نہیں ہوتا۔ علاوہ اس کے نقطہ امن کس قدر ہے سکھوں کے زمانہ میں گھروں سے اکثر لوگ مال لوٹ لے جاتے تھے مگر آجکل جنگلوں میں سونا ہاتھوں میں اچھالتے جاؤ کوئی پوچھتا نہیں۔ اسی گورنمنٹ کے احسانات ڈاک۔ مطبع۔ تار۔ ریل۔ انہار۔ امن وغیرہ احسانات اس قدر ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے بڑی کتاب چاہیئے یہ خط اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی اچھے عیسائیوں کی تعریف فرمائی فرمایا ہے۔ ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ۔ غرض سلطنت انگریزی کی تعریف ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق ضروری اور ان کی ناشکری من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے مطابق موجب گناہ ہے۔

طلب معجزہ ایک مومن کے لئے جایز نہیں طالب معجزہ کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی جیسے فرعون نے بھی معجزہ دیکھا

اور ساحروں نے بھی مگر فرعون طالب معجزہ تھا ایمان سے محروم رہا اور ساحر طالب معجزہ نہ تھے مومن ہو گئے۔ قرآن مجید میں طالبان معجزہ کو کسی جگہ سزا ملی فاخذتکم الصاعقۃ۔ اور کسی جگہ جواب ملا۔ انہا اذا جاءت لایومنون۔ بلکہ ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ و کلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ میں فرمایا کہ انکو ہرگز ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے بعد ترقی عطا فرماتا ہے جس سے ایمان عرفان بن جاتا ہے مگر ایمان کے ساتھ غیبوبت کا ہونا ضروری ہے جیسے اللہ تعہ نے فرمایا یومنون بالغیب۔ اللہ تعہ کو کسی کے ایمان لانے نہ لانے کی کوئی پروا نہیں۔ پہلے معجزہ مانگنا پھر ایمان لانا یہ تو گویا اللہ تعہ پر ایمان لانے کا احسان جتلانا ہے حال آنکہ یہ تو اللہ تعہ کا احسان ماننا چاہیئے کہ اُس نے توفیق ایمان عطا فرمائی بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان۔

۴۔ حرمت مصاہرہ کا مسئلہ جبکہ آپ مانتے ہیں کہ حنفی مذہب میں زوجہ اُس کی ماں کے زنا کے سبب حرام ہو جاتی ہے اللہ تعہ نے دخول کو شرط حرمت قرار دیا ہے جیسے فرمایا من نساءکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم ہر ایک مسئلہ میں اگر انسان اپنا فایدہ دیکھ لے اور جس مذہب میں اس مسئلہ میں فایدہ ہو اُسی پر عمل کر لیا کرے تو مذہب کو گویا ایک کھیل بناتا ہے۔ دوسرا مشتبہات سے بچنا بھی ضروری ہے بلکہ مشتبہات سے بچنے کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من رعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ رکھہ سرکاری کے قریب چرنے والا رکھہ کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ یہی گناہ ہے پس میرے نزدیک اسی مسئلہ میں احوط راہ بھی ہے کہ اُس بی بی سے علیحدہ ہو جاوے۔

۵۔ سیاہ رشاہان اسلام کو بُرا کہنا اس کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک تو ہوتا ہے بُرا کہنا اور ایک ہے بیان واقعہ۔ ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ ایک ملزم کو عدالت کے کمرہ میں کس قدر بار بار چور چور کہا جاتا ہے کیا کہنے والے پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعہ نے بتوں کو حصب جہنم فرمایا۔ کیا یہ گالی ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر حضرت امام نے شاہ کابل کے متعلق لکھا کہ اُس نے سیّد عبداللطیف صاحب شہید کو ناحق صرف اتنے اختلاف میں ہی کہ وہ قایل جہاد نہ تھا سنگسار کیا تو یہ بیان واقعہ ہے بدگوئی میں داخل نہیں اگر اس کے حق میں بُرا بھی لکھتے تو بموجب قرآن مجید جائز لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم چونکہ ہمارے شہید مرحوم کے قتل کے سبب ناحق سخت ظلم کیا گیا اس لئے ہم کو بُرا کہنا بھی جائز تھا مگر بُرا نہیں کہا ہاں واقعات کو بیان کیا گیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مَیں نے جو تحریک چندہ تعمیر مدرسہ کے لئے کی تھی۔ اس میں ایک تجویز یہ بھی تھی جو باجازت انجمن درج کی گئی تھی کہ اگر کوئی احباب اپنے سرمایہ کو تجارتی طور پر لگانا چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ اپنے خرچ سے کمرے بنوادیں اور اُن کا کرایہ انجمن سے لیتے رہیں۔ اور پھر جب انجمن کے پاس کافی روپیہ ہو تو انجمن اُن سے یہ کمرے واپس خرید کر سکے گی۔ اب بعض احباب کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ بعض دوست جو اس طرح پر کمرے بنوادینے کے لئے تیار ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے معمولی چندہ میں جو نصف یا تہائی آمدنی ہے شریک ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے نصف یا تہائی آمد کا چندہ سب احباب کے لئے بھی جب تک کل احباب آس میں شامل نہ ہوں گے۔ تجویز پر کامیابی سے عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ جو احباب کرایہ کے لئے کمرے بنوادیں اُن کی طرف سے بھی ایک قسم کی مدد اس وقت انجمن کو پہنچتی ہے مگر یہ مدد اس چندہ میں شامل نہیں ہو سکتی ہاں اگر کوئی دوست محض للہ کوئی کمرہ بنوادینے کا ارادہ رکھتے ہوں یا چند دوست ملکر ایسا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ الگ صورت ہے۔ امید ہے یہ چند سطریں اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے کافی ہونگی۔

ضروری نوٹ۔ مَیں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بھٹہ کا کام شروع ہو گیا ہے۔ روپیہ بہت جلد پہنچنا چاہیئے ورنہ کام میں ہرج واقعہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

محمد علی از قادیان ۹/۴/۸

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں

ایک عریضہ اور اُسکا جواب

شیخ محمد نصیب صاحب احمدی کلرک سکرٹری آفس صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ایک سہ سالہ لڑکی ۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو قبل صبح صادق فوت ہوئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے پہلے بھی اُن کے دو بچے وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

اُن کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے آمین۔

اُنھوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں دعا کے واسطے عرض کیا تھا جس پر حضرت اقدسؑ نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے ذیل کا نوازش نامہ لکھا۔ جو ناظرین کے فایدہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

شیخ صاحب موصوف تمام احمدی احباب کی خدمت میں بھی التجا کرتے ہیں کہ اُن کے حق میں دعا کی جاوے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مَیں نے خط پڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ بہت دعا کرونگا کہ خدا تعالٰے نسل عطا فرماوے۔ مگر **صبر شرط** ہے۔ جب انسان خدائے تعالٰی کے ایک فعل پر حد سے زیادہ بے صبری کرتا ہے تو اپنے ثواب کو کھو دیتا ہے۔ والدین کے گھر میں جانے کا مضائقہ نہیں مگر عورت کے لئے اپنے مرد سے زیادہ کوئی مونس اور غمخوار نہیں ہوتا۔ چند روز کے لئے اگر چلے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر زیادہ ٹھیرنا مناسب نہیں۔ اس غم میں آپ اور وہ دونو شریک ہیں پس تعجب کہ کس طرح اُن کو گوارا ہے کہ ان کو اس غم کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلی جائے۔ اور ہماری شریعت کے رو سے زیادہ غم **آیندہ ملنے والے اجر سے محروم** کر دیتا ہے۔ یہ سب خدا کے بندے ہیں جس کو چاہتا ہے بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اُٹھا لیتا ہے۔ حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہیئے۔ حد سے زیادہ غم ہرگز **مبارک** نہیں ہوتا۔ **خدا تعالےٰ کا مقابلہ ہے اور ایمان کے** برخلاف ہے۔ زیادہ آپ خود سمجھتے ہیں۔ اگر صبر اور استقامت سے مجھے یاد دلاتے رہیں گے تو مَیں دعا کروں گا۔ مجھے شک ہے کہ یہ اٹھراہ کی بیماری ہے۔ اس میں بڑی دوا جو تجربہ میں آچکی ہے یہ ہے کہ میاں بیوی ڈیڑھ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔

انشاء اللہ یہ بیماری دور ہو جاوے گی۔ اس کے ساتھ دوسری دوائیں بھی دی جاویں گی۔ والسلام ۴۴

اذا العشار عطلت

کیا اب بھی اُس پاک وعدے کے پورا ہونے کا کسی کو انکار ہے جس کی آمد کا نشان خود بخود خدا نے مقرر فرمادیا۔ حجاز ریلوے کی خبر ہے کہ مدینہ منورہ تک یکم مئی تک لوہے کی پٹڑیاں بچھ جاوینگی اور ۵ مئی کو ریلوے انجن لوکوموٹو مدینہ طیبہ میں داخل ہوگا۔ مئی کا کام ریلوے کا اب ہو رہا ہے۔ مدینہ منورہ سے شرق تک بندرگاہ رابغ سے بشرق تک بندرگاہ رابغ سے جدہ تک جدہ سے مکہ معظمہ تک مکہ معظمہ سے جدہ کی طرف مکہ معظمہ سے عرفات کی طرف سپاہی و مزدور اور پیرہ کے سپاہی سب ملا کر دو ہزار سے زیادہ آدمی اس وقت کام پر ہیں۔

فبهت الذي كفر والله لا يهدي القوم الظلمين

ایک شخص مسمی عبد الواحد نام جموں کا رہنے والا ۸ اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک عجیب بھروپ میں قادیان پہنچا۔ ایک بہت بڑے لمبے بانس پر ایک لمبے چوڑے کپڑے کا اشتہار بشکل صلیب لگائے ہاتھ میں لئے ہوئے لڑکوں کے ایک خاصے ہجوم کے ہمراہ بازار کے چوک میں آیا۔ اور لگا بکواس کرنے۔ اور ادھر اُدھر کی ہانکنے۔ اس کی ہئیت کذائی ہی کچھ ایسی تھی کہ طبعاً لڑکوں کا کھیل اور تماشا بن گیا۔ کپڑے کے اشتہار پر کتابوں کی ایک عکس فہرست تھی جو وہ فروخت کرتا پھرتا تھا۔ ایک اشتہار جو کہ کاغذ پر چھپا ہوا تھا اور کسی قدر اُس کپڑے کے اشتہار کی نقل تھا اُس نے قادیان کے گلی کوچوں میں چسپان کیا۔ اور اُس پر لکھا ہوا تھا کہ۔ **عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ۔**

دوسرے دن ۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو وہ مسجد مبارک میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ مَیں حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ مگر حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم مرزا صاحب کو کیوں ملنا چاہتے ہو۔ اور تمہاری اس میں کیا غرض۔ اور نیّت ہے۔ جبکہ تم نے اس امر کا فیصلہ ہی کر لیا ہے کہ مرزائیت کا خاتمہ تو اب ملنے سے کیا فایدہ اور کیا غرض۔ جواب میں کہنے لگا کہ **تحقیق حق** کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے یہ لکھ دیا ہے کہ ہم فیصلہ کر بیٹھے ہیں کہ "مرزا جھوٹا ملہم ہے" اور تم نے اشتہار بھی دیدیا ہے کہ مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا ہے تو اب تحقیق حق کس بات کی۔ تم تو اپنے زعم میں ہمارا خاتمہ ہی کر چکے ہو تو اب ملتے کیسے ہو اور حق کس سے لیتے ہو۔ اسپر ایسا مبہوت ہوا کہ چپکا رہ گیا۔ کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور چلا گیا۔ اس شخص کے چہرے سے آثار جنوں عیاں تھے۔ اور اس کے حرکات سے بھی اس امر کا پتہ ملتا تھا۔ کیونکہ تمام دن بغیر تھکنے کے وہ برابر کھڑا لاالینی اور بیہودہ بکواس مجنونانہ وار کرتا رہا۔ اُس کا کوئی مخاطب نہ تھا مگر وہ تھا کہ اپنی دھت میں گالیاں اور بے ادبی کے کلمات بولتا ہی چلا جاتا تھا۔ جس جرأت اور دلیری سے وہ بے باکانہ رنگ میں گالیاں اور توہین کے کلمات مُنہ سے نکالتا تھا اس طرز سے یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ ممکن ہے کہ اس کی نسبت میں فساد ہو کہ کوئی احمدی اُس کے اس طرح سے بے ادبی کرنے سے جوش میں آجاوے اور برانگیختہ ہو کر اُس سے دست و گریباں ہو جاوے

مگر یہاں اللہ کا فضل تھا کہ اُس کی طرف کسی کو التفات بھی نہ تھی۔ اور جاہل مطلق سمجھکر کسی نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ اگر کوئی اپنے معمولی کاروبار کے لئے بازار گیا اور گالی اُس کے کان میں پڑی بھی تو صبر کیا۔ کیونکہ گالی کے مقابل میں گالی دینا احمدیوں کی تعلیم میں داخل نہیں۔ فقط

گلدستہ اخبار

روسی گرجا میں چوری۔ سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ پیر اور پال کے گرجا میں چور گھس آئے جن میں زاروں کی قبریں ہیں اور بہت سی تاریخی یادگار کی چیزیں لے گئے جن میں سے ایک عظیم الشان کنجی قلعہ جیورگو دینک واقعہ پولینڈ کی ہے۔

کلکتہ یونیورسٹی کی ڈگری ڈاکٹر آف فلسفہ اب کے سال دو صاحبان نے پائی ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ نام یہ ہیں (۱) مہامہو پادھیا ستیش چندر آچاریہ (۲) عبد اللہ المامون سُہروردی دونوں ایم اے۔

میکسیکو کا قصبہ چلاپا جو زلزلہ سے برباد ہوا ہے اُس کی آبادی ۱۲ ہزار تھی۔

اس کا باعث بجز زلزلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ لاہور اور میاں میر شرقی کے درمیان نارتھ ویسٹرن ریلوے کی جانب شالامار باغ جدید عمارت کے لئے زمین کھودتے ہوئے ایک عجوبہ چیز دستیاب ہوئی۔ وہ ایک دیسی عورت تھی جو نشست کی حالت میں تھی اور دہان کوٹتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ صورت بالکل ہوبہو تھی گویا کہ ایک صحیح تصویر بنت ہے لیکن جونہی اس کو چھوا کہ بھر کر مٹی ہو گئی بیحد خستہ تھی۔ بعد میں افسوس ہوا کہ اس کو ہاتھ کیوں لگایا تھا۔ یہ عورت قدرتی صورت میں صحیح و سالم تھی بجز دانتوں کے سب جسم مٹی مٹی ہو گیا۔ حیران تھے کہ یہ ایسی خستہ اور کمزور حالت میں ابتک ہوبہو کیونکر محفوظ تھی۔ اسی کے پاس عمارت کا ایک ستون بھی برامد ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ عورت مذکور اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی دہان کوٹتی تھی۔ کہ شاید بھونچال کی وجہ سے مع مکان کے زمین میں گڑھ گئی۔

کان کنی کا حادثہ۔ سنارتن ہل (مسٹنارڈ) کی کان پھٹ جانے سے دس آدمی ہلاک ہوئے۔ بہت سے مزدوروں کی جانیں جانبازوں نے نہایت دلیری سے بچائیں۔ ان بچانے والوں میں سے ایک شخص خود زخمی ہو کر مر گیا۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا